"غزل" عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں "عورتوں کی باتیں کرنا" یا "عورتوں سے باتیں کرنا"۔ عرب میں غزل متفرق اشعار کو کہتے ہیں۔ عربی غزل میں مطلع بھی ہوتا تھا اور غزل کی ہیئت کے مطابق دوسرے اشعار کے تمام مصرعے ہم قافیہ بھی ہوتے تھے مگر غزل کا ہر شعر مستقل مضمون کا حامل نہیں ہوتا تھا۔

عرب سے غزل فارسی میں آئی۔ فارسی شاعروں نے غزل میں کئی بڑے ردّو بدل کیئے۔ ایک یہ کہ انہوں نے غزل کے ہر شعر کو ایک مستقل مضمون کا حامل بنایا۔ غزل کے ہر شعر میں ایک مستقل مضمون ادا کرنے کی کوشش کے نتیجے میں غزل کے اندر اشاروں اور کنایوں میں بات کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی بڑے سے بڑے مضمون کو علامت، تشبیہ اور ~~استعا~~ استعارے کے پردے میں صرف دو مصرعوں میں ادا کیا جانے لگا۔ فارسی شاعروں نے موضوعات و مضامین کے لحاظ سے غزل میں وسعت پیدا کی۔ غزل میں عشق مجازی کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی، بے ثباتی دنیا، زاہدوں سے چھیڑ چھاڑ، اہل ریا پر طنز اور رندی وغیرہ ذاتی کے مضامین فارسی شاعروں کی ہی ایجاد ہے۔ غزل میں "ردیف" کا استعمال بھی فارسی شاعروں کی ہی دین ہے۔ عرب شاعری میں قافیہ ہوتا ہے ردیف نہیں ہوتی۔

اردو میں غزل فارسی ادب سے آئی مگر اب یہ اردو کی سب سے مقبول صنف سخن ہے۔ فارسی کی طرح اردو غزل میں بھی مضامین و موضوعات کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسی طرح اشعار کی تعداد بھی مقرر نہیں ہے۔ عام طور پر پانچ سے اکتیس اشعار تک کی غزلیں ہوتی ہیں۔

غزل کا پہلا شعر "مطلع" کہلاتا ہے، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں کسی غزل میں دوسرا مطلع بھی ہو تو اسے "حسن مطلع" یا "زیب مطلع" کہتے ہیں۔ غزل کے آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص نظم کرتا ہے۔ جسے "مقطع" کہتے ہیں۔ جس غزل میں ردیف نہ ہو، صرف قافیے ہوں اسے "غیر مردّف غزل" کہتے ہیں۔ وہ بحر اور ردیف و قافیہ جس کی غزل میں پابندی کی جاتی ہے، اس کو غزل کی "زمین" کہا جاتا ہے۔

عالمی ادب میں صنف ڈراما کو ہمیشہ سے ہی بلند مقام حاصل رہا ہے۔ چاہے ہندوستان ہو، یونان ہو یا برطانیہ ہر جگہ ڈرامے کی پذیرائی اور شہرت ہوتی رہی ہے۔ ڈرامے کی مختلف [redacted] تعریفیں کی جاتی ہیں۔ مگر عام فہم زبان میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ڈراما کسی قصہ یا واقعے کو اداکاروں کے ذریعے ناظرین کے سامنے عملاً پیش کرنے کا نام ہے" اس سے یہ معلوم ہوا کہ ڈراما ناول یا افسانے کی طرح صرف لکھنے یا پڑھے جانے تک محدود نہیں۔ اس کے لئے پیش کش ضروری ہے۔ بلکہ یہ مکمل ہی تب ہوتا ہے جب اسے عملاً اسٹیج پر پیش کر دیا جائے۔ ناول اور افسانے کی طرح ڈرامے میں بھی پلاٹ، کردار، مکالمہ اور کوئی نہ کوئی مرکزی خیال ہوتا ہے۔ مگر صرف عملی پیش کش ہی اسے ناول اور افسانے سے الگ کرتی ہے۔

بنیادی طور پر ڈرامے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
۱۔ ٹریجڈی (المیہ) 2۔ کامیڈی (طربیہ)۔ ان دونوں یعنی المیہ اور طربیہ کے امتزاج سے بھی ڈرامے لکھے گئے ہیں۔ اس طرح المیہ طربیہ ڈرامہ وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ "میلو ڈراما"، "فارس"، "ڈریم" اور اوپیرا بھی ڈرامے کی اقسام میں شامل ہیں۔

اردو ڈرامے کی ابتداء 1844 سے 1855 کے دوران واجد علی شاہ کی ڈراما پیش کش اور امانت و مداری لال کی اندر سبھاؤں سے لکھنؤ میں ہوتی۔ مگر اسے عروج پارسی اسٹیج کے ڈراموں سے حاصل ہوا۔ جس زمانہ میں لکھنؤ اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں "اندر سبھاؤں" کی دھوم مچی ہوئی تھی، اسی زمانے میں ممبئی میں مغرب اثرات کے تحت ایک نئے قسم کا ڈراما وجود میں آ رہا تھا۔ جسے پارسی اسٹیج کا نام دیا گیا۔ یہ نام اسے اس لئے دیا گیا کیونکہ اس کی ابتداء اور ترقی میں پارسیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

پارسی اسٹیج کا پہلا ڈراما "خورشید" ہے جسے 1870 میں ایدل جی کھوری نے لکھا تھا۔ اس سے پہلے بھی کچھ ڈرامے لکھے گئے مگر اب وہ دستیاب نہیں ہیں۔ پارسی اسٹیج کے ڈرامے بھی ابتدائی اردو ڈراموں کی طرح منظوم ہوتے تھے۔ ان میں رقص، موسیقی اور گانوں کا استعمال بھی ویسا ہی تھا۔ قصے اور کردار بھی فوق فطری ہوتے تھے۔ مگر پیش کش کا انداز ابتدائی ڈراموں سے مختلف تھا۔ "پروسینیم" یعنی آگے گرنے والے پردے کا استعمال پارسی اسٹیج سے شروع ہوا۔ اب اسٹیج کی پچھلی دیوار پر سین سینریوں والے پردے لگائے جانے لگے۔ پھر ذیلی سین پر بھی پردہ گرنے اور اٹھنے لگا۔ اسٹیج پر طرح طرح کی مشینوں کا استعمال ہونے لگا۔ مکالموں میں دھیرے دھیرے نثر کا استعمال بڑھا۔ گانے کم ہو گئے۔ فوق فطری واقعات اور کرداروں کے بجائے روزمرہ زندگی کے واقعات اور مسائل ڈرامے کا موضوع بننے لگے۔